بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

روزنامہ

الفضل

قادیان

یوم سہ شنبہ

رجسٹری نمبر ۳۵ ایل

تیلیفون نمبر ۳۲

قیمت سالانہ ۱۸ روپے — ماہوار ۱½ روپیہ

جلد ۳۵	۲۲ ماہ وفا ۱۳۲۶ ہش	۳ رمضان المبارک ۱۳۶۶ھ	۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء	نمبر ۱۷۲

73

مدینۃ المسیح
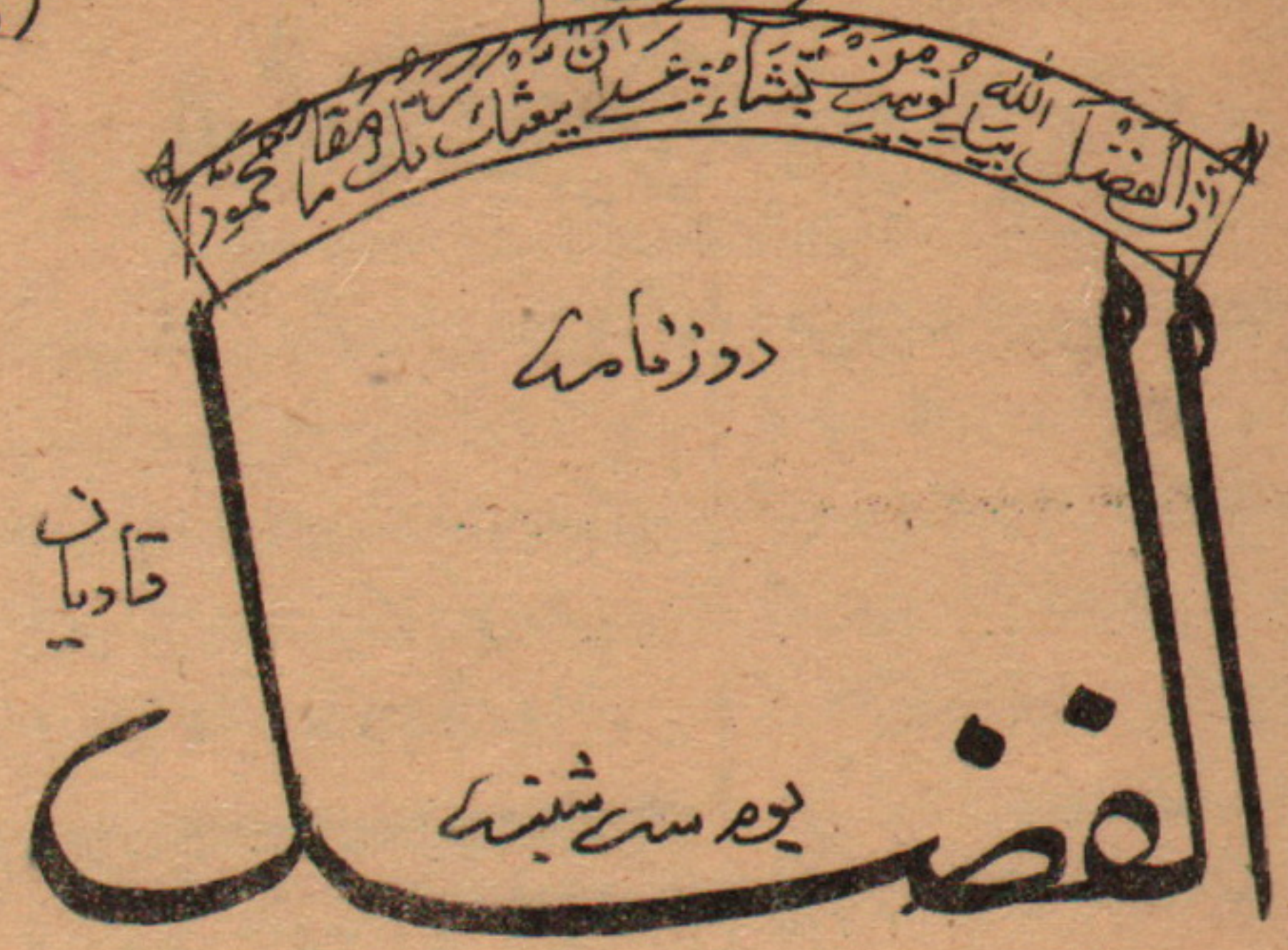
قادیان ۲۱ ماہ وفا۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے متعلق آج ۲ بجے شام کی اطلاع مظہر ہے۔ کہ حضور کی طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے الحمد للہ

حضرت ام المومنین مدظلہا العالی کی طبیعت آنکھوں میں تکلیف نزلہ اور ضعف کی وجہ سے ناساز ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔

مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب نیرؔ بیمار ہیں۔ اور بہت کمزور ہو چکے ہیں احباب ان کی صحت کے لئے دعا فرمائیں۔

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب مرحوم و مغفور

۱۹۴۵ء میں حضرت میر صاحب رضی اللہ تعالےٰ نے اپنے متعلق یہ مضمون لکھ کر مجھے دیا۔ اور فرمایا کہ میرے انتقال کے فوراً بعد شائع کر دینا انتہائی رنج و قلق اور روتی ہوئی آنکھوں کے ساتھ حضرت میر صاحب کے ارشاد کی تعمیل میں آج یہ مضمون اشاعت کے لئے الفضل کے حوالے کر رہا ہوں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ عمر اور وفات کی تاریخ میں نے خود درج کر دی ہے :۔ خاکسار شیخ محمد اسمٰعیل پانی پتی ۱۹ جولائی ۱۹۴۷ء

میں محمد اسمٰعیل ولد حضرت میر ناصر نواب رضی اللہ تعالےٰ عنہ ولد سید ناصر امیر صاحب دہلوی آج مورخہ ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء بوقت پونے آٹھ بجے شام اپنے احباب و اعزہ سے رخصت ہو کر عالم برزخ میں آگیا ہوں۔ اللہ تعالےٰ میری پردہ پوشی اور مغفرت فرمائے۔ آمین۔ میں نے دنیا میں ۶۶ سال قیام کیا۔ یعنی ۲۰ شعبان ۱۲۹۸ھ ہجری مطابق ۱۸ جولائی ۱۸۸۱ء دوشنبہ کے روز پیدا ہوا۔ اور ۱۸ جولائی ۱۹۴۷ء میں اس جہان فانی کو چھوڑا۔ ناظرین اللہ تعالےٰ سے دعا فرمائیں۔ کہ وہ مجھے قبر کے دکھوں حشر کی تکالیف۔ پل صراط کے مصائب اور دوزخ کے عذابوں سے محفوظ کر کے جنت الفردوس میں محض اپنے فضل رحم اور کرم سے جگہ عنایت فرمائے۔ اور اپنی نعمتوں سے بہرہ وافر عطا کرے۔ آمین! ہم میں سے ہر ایک نے خواہ وہ کوئی بھی ہو دنیا کو ایک دن چھوڑنا ہے۔ مگر پھر بھی ہم اس سے اس طرح چمٹے رہتے ہیں جس طرح بچہ ماں سے۔ اور ہرگز الگ ہونا نہیں چاہتے۔ یہاں تک کہ ہم کو زبردستی اور اکثر اوقات خلاف مرضی اس سے الگ کیا جاتا ہے۔ حالانکہ اگر موت نہ ہوتی۔ تو ہم اپنے بڈھوں اور ناکارہ لوگوں کو شاید اپنے ہاتھوں سے قتل کرتے۔ یا دنیا سے تنگ آجانے کی وجہ سے خودکشیاں کرتے پھرتے دنیا کی زندگی اور اس کے دکھ آخر کار اس میں ہمارا رہنا دوبھر کر دیتے۔ پس خدا تعالےٰ کی کمال حکمت نے ہمارے لئے ایسا انتظام فرمایا کہ ہم خود ایک عمر کے بعد عالم دنیا سے اکتانے لگتے ہیں۔ لیکن چونکہ دوسرا عالم ان دیکھا ہوتا ہے۔ اور شاذ آخرت پر کامل یقین میسر نہیں ہوتا۔ اور اپنے گناہوں کا ڈھیر سامنے نظر آتا ہے۔ اس لئے ہم کو دوسرے جہاں کی طرف انتقال کرتے ہوئے سخت ہچکچاہٹ محسوس ہوتی ہے۔ حالانکہ عالم بقا ہی اصلی جگہ ہے۔ جہاں صفات الٰہیہ اپنی پوری شدت کے ساتھ ہم پر جلوہ گر ہونے والی ہوتی ہیں۔ آخرت کی ربوبیت دنیا کی ربوبیت سے شدید تر ہے۔ آخرت کا رحم دنیا کے رحم سے ارفع تر ہے۔ اور آخرت کی مالکیت دنیا کی مالکیت سے اعلےٰ تر ہیں۔ موت تو صرف ایک دروازہ ہے۔ جو ایک خاردار سرنگ کے سرے پر ہے۔ اور دوست کو دوست سے اور بندہ کو اپنے مالک سے ملاتا ہے۔ پس چند کانٹوں کی خراشوں سے ڈر کر حسن ازلی کی طرف نہ جانا یا نعمت ابدی سے مونہہ پھیر لینا۔ اور اس محسن کی طرف والہانہ شوق محبت اور عشق کے ساتھ قدم نہ اٹھانا محض بے وقوفی اور نادانی ہے۔ وہاں کا خدا دنیا کے خدا سے زیادہ مہربان ہے۔ زیادہ کریم ہے۔ زیادہ غفور ہے زیادہ منعم ہے۔ زیادہ مجیب و قریب ہے۔ زیادہ رؤف ہے زیادہ نافع ہے زیادہ حنان و منان ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ ہماری خواہشیں پوری کرنے والا ہے۔ اور یقیناً ویسا نہیں ہے جیسا غیر مذاہب والوں نے اس کو سمجھ رکھا ہے۔ یا ہم میں سے اکثر نے اس کو ہوّا بنا رکھا ہے۔ اس نے تو انسان کو بہشت کے لئے اور اپنی صفات کے فیضان کے لئے پیدا کیا ہے۔ پس یہ بدظنی اپنے محسن پر کیوں کر روا رکھی جا سکتی ہے۔ کہ وہ ہم کو وہاں دائمی دکھ دینے کے لئے لے جاتا ہے۔ میں نے دنیا میں تکالیف ابتلاء مصائب اور بیماریاں سب دیکھے۔ مگر ان میں بھی خدا کے فضل اور اس کی رحمت کو ہر قدم پر محسوس کیا۔ پس اب جبکہ لقائے الٰہی کا مقام قریب تر ہوتا جاتا ہے۔ میں کیونکر آگے بڑھنے یا انتقال مقامی سے ڈر سکتا ہوں۔ سو اے عزیزو تم بھی اس رحمٰن رحیم خدا کی محسنانہ صفات پر ایمان بلکہ یقین رکھو۔ اور موت کو صرف ایک سیڑھی سمجھو۔ جو نچلی منزل سے انسان کو بالاخانہ تک پہنچاتی ہے۔ اللہ تعالےٰ بندہ کی کسی چیز کا محتاج نہیں۔ نہ اس کے مال کا نہ اس کی عبادت کا۔ وہ تو صرف اتنا چاہتا ہے۔ کہ بندے اس کو ہی اپنا پیارا رب تسلیم کریں۔ اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

ایڈیٹر:۔ روشن دین تنویر۔ بی اے۔ ایل ایل بی

بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر الفضل قادیان سے شائع کیا

اور اسی کو اپنا محسن۔ اپنا منعم۔ اپنا خیر خواہ اور اپنا مالک سمجھیں۔ پس کیا اتنی سی بات کے لئے انسان اپنی عاقبت کو خراب کر سکتا ہے؟ اس نے تو فرما دیا ہے۔ کہ من قال لا الٰہ الا اللہ دخل الجنۃ۔ پس کیا اس کلمہ کے کہنے اور مان لینے سے جو محض حق ہی حق ہے۔ کوئی انسان انکار کر سکتا ہے؟ میں نے ایک عظیم الشان نبی سے لیکر دنیا کی ادنیٰ ترین مخلوق کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ لیکن جو کرم۔ جو رحم۔ جو شفقت۔ جو مروّت اور جو احسان مجھے اپنے خداوند خدا میں نظر آیا۔ بخدا وہ ہرگز کسی دوسرے میں نظر نہیں آیا۔ پس اپنے خدا کے لقاء سے اور اس کے روبرو پیش ہونے سے ڈرنے کے کیا معنے؟ دنیا کے آرام اور نعمتیں ان آراموں اور نعمتوں کا کیا مقابلہ کر سکتی ہیں جو اس نے ہمارے لئے اگلے جہان میں مقدر کر رکھی ہیں۔ نیک اخلاق اور مذہبی عبادتیں تو محض ہمارے اپنے فائدہ کے لئے ہیں۔ نہ کہ خدا کے کسی فائدہ کے لئے لیکن اگر ان میں کچھ کمی رہ جائے تو اسے دعاؤں سے پوری کرو۔ مگر اپنے آقا کا دامن کسی حالت میں بھی نہ چھوڑو۔ کیونکہ ایسی وفاداری بہرحال تمہارے لئے بابرکت اور سود مند ثابت ہوگی۔ وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیرٌ بالعباد و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ واشہد ان لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔ ربنا اننا سمعنا منادیا ینادی للایمان ان اٰمنوا بربکم فاٰمنا ربنا فاغفر لنا ذنوبنا وکفر عنا سیاٰتنا وتوفنا مع الابرار۔ آمین۔

خاکسار محمد اسماعیل

جماعت احمدیہ کی طرف سے وزیر اعظم برطانیہ کے نام ضروری تار

مسٹر ہینڈرسن نائب وزیر ہند کے بیان کے خلاف پرزور احتجاج

مسٹر ہینڈرسن نائب وزیر ہند کے اس بیان کے خلاف جو انہوں نے ہندوستان کی آزادی کے بل پر بحث کرتے ہوئے مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۴۷ء کو برطانوی پارلیمنٹ میں دیا تھا۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے مسٹر ایٹلی وزیر اعظم برطانیہ کے نام مندرجہ ذیل تار بھجوایا گیا ہے:۔

مسٹر ہینڈرسن نے پارلیمنٹ میں جو بیان دیا ہے۔ کہ باونڈری کمیشن کی ٹرمز آف ریفرنس میں جو "**دوسرے حالات**" کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ وہ سکھوں کے مقدس مقامات کا خیال رکھنے کی غرض سے استعمال کئے گئے ہیں۔ یہ بیان نہایت بے موقعہ سراسر نامناسب اور بالکل بے بنیاد ہے۔ اس بیان سے کمیشن کے کام پر ناجائز اثر پڑنے کے علاوہ مسلمانوں کے ساتھ بھی انتہائی بے انصافی کا دروازہ کھلتا ہے۔ جن کے مقدس مقامات سکھوں کے مقدس مقامات سے تعداد اور اہمیت دونوں میں بہت زیادہ ہیں۔ یہ بات بالکل خیال میں نہیں آسکتی۔ کہ جب وائسرائے نے ٹرمز آف ریفرنس کا اعلان ہندوستانی پارٹیوں کے اتفاق رائے سے کیا تھا اور ان ٹرمز آف ریفرنس کے مطابق کمیشن اپنا کام بھی شروع کر چکا ہے۔ تو مسٹر ہینڈرسن کو اس بیان کی ضرورت کیا تھی۔ ہینڈرسن صاحب اس بات کو بھی بھولے ہوئے ہیں کہ "دوسرے حالات" کے الفاظ صرف پنجاب کے باونڈری کمیشن کے لئے ہی استعمال نہیں کئے گئے۔ بلکہ بنگال کے کمیشن کے لئے بھی استعمال کئے گئے ہیں۔ حالانکہ بنگال میں کوئی سکھ نہیں ہیں۔ لہٰذا مسٹر ہینڈرسن کے اس بیان کی فوری تردید ہونی چاہیئے۔

(چیف سیکرٹری (ناظر اعلیٰ) جماعت احمدیہ قادیان ۱۹ جولائی ۱۹۴۷ء)

روزنامہ الفضل قادیان مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۴۷ء

لارڈ ماؤنٹ بیٹن کہاں ہیں؟

۱۶ مئی ۱۹۴۶ء کی تجویز کا جو حشر کانگرس نے کیا۔ اور جس طرح اس کے الفاظ و مفہوم کو ناجائز تجاوز کی غرض سے غتر بود کیا۔ اور نئی نئی تشریحات کر کے اسکی دھجیاں اڑائیں۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ لارڈ ویول کو جن کا قافیہ کانگرس نے اپنی بوقلموں چالاکیوں سے تنگ کر دیا تھا۔ واپس جانا پڑا۔ اور برطانیہ کو از سر نو لارڈ ماؤنٹ بیٹن کی وساطت سے ایک نئی تجویز ہندوستان کے لئے وضع کرنی پڑی۔ لارڈ موصوف کے کمال فن کی داد دینی چاہیئے۔ کہ آپ نے مختلف فریقوں کے سربرآوردہ لیڈروں سے ملاقاتیں کر کے آخر سب کو ایک ایسی تجویز پر راضی کر لیا۔ جس سے ہندوستان کے ازبس تاریک مطلع میں روشنی کی شعاعیں لہرانے لگیں۔ چنانچہ برطانوی کابینہ کی تائید حاصل کر کے آپ نے وہ تجویز ۳ جون کو ملک کے سامنے رکھدی۔ اور چونکہ یہ تجویز مختلف فریقوں کے باہمی سمجھوتہ کی بناء پر وضع کی گئی تھی۔ اس لئے لارڈ موصوف نے یہ عاقلانہ کام بھی کیا کہ تجویز کے انتشار کے ساتھ ہی نہرو جی۔ مسٹر جناح اور سردار بلدیو سنگھ تینوں فریقوں کے تائیدی بیانات بھی دلوا دیئے تاکہ بعد میں کوئی فریق تجویز پر معترض نہ ہو سکے۔ تمام فریقوں نے نہ صرف خود تائید کی بلکہ اپنی اپنی مجالس کی تائید بھی حاصل کی۔ یہاں تک کہ خود گاندھی جی نے بھی اس تجویز کو من وعن مان لیا۔ اور کانگرس ورکنگ کمیٹی پر بھی زور ڈال کر اس کو بھی منوا لیا۔

لیکن شاباش ہے کانگرس کو کہ وائسرائے کی اتنی احتیاط کے باوجود بھی اس نے اپنی عادت قدیمہ کی بناء پر پنچوں کا کہنا سر ماتھے پر لیا مگر پرنالہ وہیں کا وہیں رکھا۔

اس کا پہلا کارنامہ "پٹھانستان" کا ڈھونگ رچانا ہے۔ دنیا حیرت میں ڈوب گئی کہ یہ کیا؟ اور لطف یہ ہے کہ نہ صرف ہندوستان کی انٹیرم گورنمنٹ کے نائب صدر اور ممبر امور خارجہ نہرو جی نے اس کی تائید میں زوردار بیان دیا۔ بلکہ صلح کل اہنسا کے دیوتا مہاتما گاندھی جی نے بھی پٹھانستان کے قیام کے لئے دلائل لا طائل دیئے۔ اور پٹھانوں اور پشتو زبان کے قیام و دوام کا ایسا بلند نعرہ لگایا۔ کہ فضا بھی تھرا گئی۔

کیا یہ وقت نہ تھا۔ کہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن اپنی عظیم الشان تجویز پر ایسی شدید چوٹ پڑتے دیکھ کر فوراً ایک ڈانٹ بتاتے۔ لیکن آپ خاموش رہے۔ اب کانگرس کا دوسرا کارنامہ سکھوں کے ناجائز مطالبات ہیں۔ ایسے مطالبات جن کی ۳ جون والی تجویز قطعاً متحمل نہیں ہو سکتی۔ اگر کانگرس سکھوں کی پشت و پناہ پر نہیں تو اور کون ہے؟ لطف یہ ہے۔ کہ خود سردار بلدیو سنگھ جی* نے ایسا بیان دیا۔ کہ جس سے تجویز زیر بحث پارہ پارہ ہو جاتی ہے۔ اور یہی سردار جی ہیں جنہوں نے خود نہایت پرجوش الفاظ میں نشر والی رات کو تجویز کا خیر مقدم کیا تھا۔ علاوہ ازیں اب اس پارہ شدہ تجویز کی بالکل دھجیاں اڑا دینے کی نیت سے مسٹر ہینڈرسن نے سکھوں کی تائید میں "Other Factors" کے وہ معنی کئے ہیں۔ جن کی تجویز کا لفظ لفظ تردید کرتا ہے۔ اور سردار سورن سنگھ کا اب کہنا کہ سردار بلدیو سنگھ اور پنتھ نے تجویز کو من وعن قبول نہیں کیا تھا۔ کتنی بے باکی ہے۔ اگر تجویز قبول نہ تھی۔ اور اب بھی قبول نہیں۔ تو پنتھ حد بندی کمیشن میں حصہ کیوں لے رہا ہے؟ لیکن تعجب تو یہ ہے کہ وائسرائے ماؤنٹ بیٹن یہ سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ اور خاموش ہیں۔ کیا وہ اس وقت بولیں گے۔ جب اس تجویز کا بھی جنازہ نکل چکیگا۔ اور برطانیہ کو اپنی نیک نیتی کا ثبوت دینے کے لئے کسی اور "مرد میدان" کو ڈھونڈنا پڑے گا ابھی وقت ہے کہ آپ بولیں۔ اور کمیشن کو برے اثرات سے محفوظ کر دیں۔ مسلمانوں کے لئے پاکستان کی مزید قطع و برید ناقابلِ برداشت ہوگی۔

احمدیت کا ایک درخشندہ تارا

(از جناب شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ روز بروز اس دنیا سے کوچ کرتے جا رہے ہیں۔ انہی میں سے ایک نہایت محترم انسان حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب بھی تھے جو افسوس کہ ۱۸ جولائی کی شام کو ہم سے جدا ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

آج ہمیں انہیں مرحوم لکھتے ہوئے بہت ہی رنج اور قلق ہوتا ہے۔ لیکن موت ہر شخص کو آتی ہے اور اس راستے سے ہر انسان کو گذرنا ہے۔ مگر موت موت میں بھی فرق ہے۔ ایک ایسے لوگوں کی موت ہوتی ہے۔ جن کے متعلق اکبر کہتا ہے ؎

ہم کیا کہیں احباب کیا کارِ نمایاں کر گئے
بی۔ اے ہوئے۔ ڈگری ملی۔ نوکر ہوئے پھر مر گئے

اس کے بالمقابل بعض اشخاص ایسے ہوتے ہیں کہ ان کی ساری عمر خلقت کی بھلائی۔ خدا کی اطاعت۔ رسول کی تابعداری اور لوگوں سے حسن سلوک۔ احسان اور مروت اور وعظ و نصیحت میں گذرتی ہے۔ وہ جب تک جیتے ہیں ایک دنیا کو فیض پہنچاتے ہیں اور جب مرتے ہیں تو ایک عالم ان کو روتا ہے۔ ایسی ہی موت مرنے کی نصیحت سعدی شیرازی ان الفاظ میں کرتا ہے ؎

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہمہ خنداں بُدند و تو گریاں
آں چناں زی کہ وقتِ مردن تو
ہمہ گریاں بوند تو خنداں

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب اس آخر الذکر گروہ کے ممتاز رکن اور ایسی صفات حسنہ کے مالک تھے کہ جن لوگوں کو ان سے سابقہ پڑا ہے۔ وہ ان کو ساری عمر کبھی بھی نہیں بھولیں گے۔ ان کی خوبیاں اور ان کی نیکیاں بار بار یاد آئیں گی۔ اور دل کو تڑپا کر چلی جائیں گی۔ ایسے جامع جمیع صفات حسنہ بزرگ بہت ہی کم اور شاذ و نادر ہی دنیا میں آتے ہیں۔ اور جب آتے ہیں تو یقیناً ملک کا فخر ثابت ہوتے ہیں۔ انسانیت ان پر ناز کرتی ہے اور اخلاق وشائستگی کا سر بلند ہو جاتا ہے۔ بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں کوئی ایک خوبی بہت عمدہ پائی جاتی ہے۔ کسی میں دو۔ تین۔ چار خوبیاں دوسروں کی نسبت اچھی ہوتی ہیں کسی میں نیکیاں زیادہ اور عیب کم ہوتے ہیں لیکن حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ ایسے عجیب و غریب انسان تھے کہ ان کے وجود میں خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے خوبیاں ہی خوبیاں کوٹ کر بھر دی تھیں۔ میرا تعلق ان سے ایک دو سال نہیں پورے بتیس سال رہا ہے۔ اور میری طبیعت بہت ہی آزاد واقع ہوئی ہے۔ مگر میں یہ کہنے پر مجبور ہوں۔ کہ حضرت میر صاحب کی نیکیوں اور خوبیوں۔ زہد اتقا۔ پرہیزگاری اور پاکیزگی کی وجہ سے میرے دل میں ان کی وقعت۔ عزت۔ عظمت محبت اور الفت روز بروز زیادہ ہی ہوتی گئی۔ اور آج جبکہ وہ دنیا میں نہیں ہیں میں ان کو ایک خدا رسیدہ بزرگ اور ولیٔ کامل سمجھتا ہوں اللہ تعالیٰ ان کو جنت الفردوس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے نہایت قریب میں جگہ دے ؎

این دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

ان کی موت سے زندگی کا لطف جاتا رہا اور اب میری باقی زندگی ان کے بغیر بہت ہی بے لطف اور بے کیف گذرے گی۔ صد ہزار افسوس!

حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ جن خوبیوں جن صفات حسنہ۔ جن قابلیتوں اور جن اعلیٰ قوتوں کے مالک تھے۔ ان کے مفصل بیان کے لئے یقیناً ایک دفتر چاہیئے اور کافی وقت اور فراغت بھی انشاء اللہ میں یہ کام کرنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن ذرا ٹھہر کر۔ جب دل و دماغ کو کچھ سکون ہو گا۔ فی الحال تو یہ چند سطریں بہت جلدی میں حوالۂ قلم کر رہا ہوں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے مجھے توفیق دے۔ کہ میں حضرت میر صاحب رضی اللہ عنہ کے حالات اور ان کی صفات حسنہ کا تذکرہ تفصیلی طور پر ناظرین کی خدمت میں آئندہ پیش کروں تاکہ ہم میں سے بہتوں کے لئے ان کی پاکیزہ زندگی۔ قابل تقلید اور لائق عمل ہو سکے۔ میں یہ کہنے میں ذرہ مبالغہ نہیں کرتا کہ کہیں صدیوں میں ایسی صفات اور ایسی خوبیوں کا انسان پیدا ہوتا ہے۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب رضؓ کی وصیت

(از جناب عبدالوہاب صاحب عمر ابن حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ)

ہراساں کیوں ہو مومن موت کے آنے سے اے غافل
کہ اس کی موت وصلِ یار کی تمہید ہوتی ہے

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب مندرجہ بالا شعر کے سچے مصداق تھے۔ جس طرح عاشق اپنے محبوب سے ملنے کے لئے بیقرار ہوتا ہے۔ آپ موت کیلئے ہر وقت تیار رہتے تھے اسی سلسلے میں مختلف وقتوں میں آپ نے بہت سی وصیتیں اہل خانہ کو کیں۔ جن میں گھر والوں کے لئے تفصیلی ہدایات تحریر فرمائیں۔

جناب مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے نے مجھے بتایا کہ وفات سے کچھ عرصہ قبل حضرت میر صاحبؓ نے صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کو بتایا کہ میری وفات چھیاسٹھ سال کی عمر میں ماہ جولائی میں جمعہ کے دن ہو گی اور یہ بات میں ایک خواب کی بنا پر کہتا ہوں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ نیز اپنی نوٹ بک میں ایک جگہ آپنے تحریر فرمایا ہے

"درخواست

آخر میں حضرت خلیفۃ المسیح علیہ السلام کی خدمت میں بعد السلام علیکم کے عرض ہے کہ کوئی شخص اپنے انجام سے آگاہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ میرا انجام اچھا کرے اور مجھے بہشتی مقبرہ کا اہل بنائے۔ اگر یہ فضل مجھ پر حضور کی طرف سے ہو جائے۔ تو میری خواہش ہے کہ اپنے لوگوں میں دفن ہوں۔ ایک جگہ، حضرت والدہ صاحبہ اور دیوار کے درمیان ایک قبر کی ہے۔ حضور کی مہربانی ہو گی۔ اگر مجھے وہاں دفن کیا جاوے۔

وافوض امری الی اللہ ان اللہ بصیر بالعباد۔

والسلام محمد اسمٰعیل"

دس جون ۱۹۴۷ء کو مرزا عزیز احمد صاحب ایم اے کو بلایا اور اپنی نوٹ بک دکھائی اور فرمایا اس تحریر کو پڑھ لو۔ جب وہ پڑھ چکے تو پوچھا اچھی طرح سمجھ لی ہے۔ انہوں نے کہا جی ہاں کہا دستخط کر دو۔ چنانچہ مرزا صاحب موصوف نے اس پر دستخط کر دئے۔ چنانچہ باجازت حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز حسب خواہش احاطہ خاص میں حضرت نانی اماںؓ کے داہنے ہاتھ جگہ پائی اور سیدنا حضرت امیر المومنین نے جسم مبارک لحد میں اتارا۔

اسی نوٹ بک میں تحریر ہے

"میری نعش کو غسل دینے کے لئے اگر ممکن ہو تو شیخ عبدالرحیم صاحب بھائی جی اور شیخ محمد اسمٰعیل صاحب پانی پتی اور حکیم عبداللطیف صاحب شہید کو بلا لیا جاوے۔ شہید صاحب پانی ڈالیں۔ کفن موجود ہے" چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔

چند دن پہلے اپنی اہلیہ صاحبہ کو بلایا اور انکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیا اور کہا وعدہ کرو میرے مرنے پر آہ و زاری نہ کرو گی دین سے ناواقف عورتیں بین وغیرہ کرتی ہیں، ایسی کوئی بات نہ کرو گی حدیث میں آیا ہے بے اختیار جو آنسو نکل جائیں ان کا کوئی حرج نہیں۔ اپریل ۱۹۴۳ء میں دمہ کی تکلیف زیادہ ہو گئی تھی۔ بعض دفعہ اس قدر ضعف قلب ہو جاتا کہ فوری موت کا خطرہ محسوس ہوتا تھا۔ بہت سی راتیں ساری کی ساری بیٹھ کر کاٹیں۔ اسی شدت مرض میں اہل خانہ کو ایک وصیت کی تھی جو نظم کی صورت میں الفضل اور اخباروں میں شائع ہو چکی ہے

دعائے مغفرت

میاں جان محمد صاحب پنشنر کی بہو زوجہ میاں محمد دین صاحب حجام اتوار کی شام کو وفات پا گئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آج صبح بعد حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ کی وفات پر

بزرگانِ سلسلہ کے تاثرات

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب کی وفات پر بزرگانِ سلسلہ نے کثرت سے اپنے قلبی تاثرات کا اظہار کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ بزرگانِ سلسلہ کی طرف سے عطا کردہ یہ قیمتی جواہر ریزے باقساط ہدیہ ناظرین کئے جائیں گے۔ تا حضرت ممدوح کی بلند پایہ زندگی کا ایک ایک پہلو نمایاں طور پر احباب کے سامنے آجائے۔ چنانچہ آج اس سلسلے کی پہلی قسط شائع کی جا رہی ہے۔ (ایڈیٹر)

(۱) حضرت مولوی شیر علی صاحب فرماتے ہیں۔

شروع شروع میں بندہ کو دار المسیح اور اس کے قرب و جوار میں رہنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ ۱۹۱۳ء کے آخر میں بندہ کے موجودہ رہائشی مکان کی بنیاد رکھی گئی۔ اور اس کے بعد جلدی ہی حضرت ڈاکٹر صاحب مرحوم کا مکان حضرت نانا جان میر ناصر نواب صاحب نے بنوایا۔ اور اس طرح گویا ہماری مستقل ہمسائیگی کی بنیادیں پڑ گئیں۔

پہلے پہل حضرت ڈاکٹر صاحب کے بسلسلہ ملازمت باہر رہنے کے ایام میں آپ کے چھوٹے بھائی یعنی حضرت سید میر محمد اسحٰق صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے خاندان سمیت ہمارے ہمسائے میں کافی لمبے عرصے تک رہے۔ اور وہ اپنے اہل بیت سمیت ہمارے نہایت ہی محسن ہمسایہ تھے۔

حضرت ڈاکٹر میر صاحب مرحوم کے ریٹائر ہو کر قادیان آنے کے وقت سے باقاعدہ آپ کی ہمسائیگی بندہ کو میسر آئی۔ اس عارضی اور مستعار زندگی کے دوران میں آپ نے ہمسائیگی کے تعلق کو جس خوبی اور عمدگی سے نباہا ہے۔ بندہ اس کے بیان سے اپنے آپ کو عاجز پاتا ہے۔ آپ نے ان تمام حقوق کی ادائیگی میں جن کو کہ اسلامی شریعت ایک مسلمان ہمسایہ پر واجب قرار دیتی ہے۔ نہایت ہی اعلیٰ نمونہ پیش فرمایا۔ آپ کا سلوک نہایت ہی بلند پایہ اخلاق پر مبنی تھا۔ یہاں تک کہ بندہ نے دیکھا۔ کہ آپ کی طرف سے ہمسائیگی کا تعلق یگانگت اور شفقت اور محبت میں تبدیل ہو گیا تھا۔ اور اس پاک وجود نے دوئی کے تمام پردوں کو چاک کر کے رکھ دیا تھا۔ آپ بلا تکلف بلا احساس غیریت نہایت ہی اعلیٰ درجہ کے مشفقانہ اور برادرانہ رنگ میں بندہ کے مکان پر تشریف لاتے۔ گھریلو قسم کے ادنیٰ ادنیٰ معاملات پر گفتگو فرماتے اور ہر چھوٹے بڑے امر میں دلچسپی لیتے۔

آپ کی ذات میں میں نے بہترین قسم کا ساتھی۔ ہر کام کا عمدہ مشیر اور ہر دکھ میں بہترین غمگسار پایا۔ میرے لڑکے عزیزم عبد الرحمٰن کی بیماری میں اکثر اس کے پاس آ کر گھنٹوں بیٹھتے اس کی چھوٹی چھوٹی بیماری سے متعلقہ باتوں کو نہایت سکون اور دلجمعی سے سنتے اور موقع اور محل کے مطابق بیماری کے تمام خدشات کو اس کے دل و دماغ کی اتھاہ گہرائیوں سے اپنے نہایت فصیح اور محبت بھرے الفاظ سے مٹا ڈالتے۔ مریض کے لئے اس سے بڑھ کر اور کونسا علاج کارگر ثابت ہو سکتا ہے۔ کہ ایک مشفق اور مہربان ڈاکٹر اس کے تفکرات کا بکلی خاتمہ کر دے۔

آپ نے میرے نہایت پریشان کن لمحات میں ایک ہمدرد غمگسار کی طرح ساتھ دیا۔ بندہ کی اہلیہ کی بینائی بوجہ موتیا بند کے دونوں آنکھوں سے جاتی رہی تھی۔ اور ان کا اصرار تھا۔ کہ حضرت میر صاحب کے سوا کسی دوسرے سے آنکھیں نہ بنواؤں گی۔ حضرت میر صاحب کی طبیعت کمزور تھی۔ جراحی کے تمام کام بوجہ ناسازی طبع بند تھے۔ دیگر اطباء کا بھی مشورہ تھا۔ کہ لاہور یا امرتسر میں کسی بڑے ہسپتال میں اپریشن کروایا جائے۔ غرض ایک طرف بندہ کی اہلیہ کا اصرار دوسری طرف حضرت میر صاحب کی ناسازی طبع کی وجہ سے مجبوری میرے لئے حیران کن ثابت ہو رہی تھی۔ آخر ان حالات میں اپنے محسن سے میں نے اپنی اہلیہ کی اس خواہش کا اظہار کیا۔ آپ بلا تامل عمل جراحی کے لئے تیار ہو گئے۔ بس میری کل پریشانی اور حیرانی دور ہوئی۔ اور ان کے ہاتھوں سے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری بیوی کی آنکھوں کو شفا عطا کی۔ یہ تھا آپ کے اعلیٰ درجہ کے اخلاق کا وہ نمونہ جو آپ ایک کمزور ہمسایہ کے لئے روا رکھتے تھے۔ نہ صرف بندہ بلکہ بندہ کے بچوں کے جذبات اور احساسات کا انتہائی خیال تھا۔ ان کی زندگی کے آخری ایام کا ایک واقعہ ہے جو بظاہر تو بالکل معمولی نظر آتا ہے۔ لیکن آپ کے احسانات کے کرشموں میں سے ایک بہت بڑا کرشمہ ہے۔ میرے لڑکے عبد الرحیم نے پہاڑ پر جاتے جاتے بغیر گھوڑے کے ٹانگہ ان کے باغ میں ان کی بلا اطلاع حفاظت کی خاطر کھڑا کروا دیا۔ آپ نے جب ایک ٹانگہ اپنے باغ میں کھڑا ہوا دیکھا۔ تو اپنے نوکر کو تاکیدی حکم دیا۔ کہ اس ٹانگہ کو فوراً باغ سے باہر نکال دو۔ لیکن جونہی آپ کو یہ اطلاع ہوئی۔ کہ یہ عبد الرحیم کا ٹانگہ ہے۔ تو آپ نے فوراً اپنا حکم واپس لیتے ہوئے نوکر کو تاکید فرمائی کہ اس بات کا عبد الرحیم کو علم بھی نہ ہونے پائے کہ میں نے ان کے ٹانگے کو اپنے باغ سے باہر نکالنے کے لئے کہا تھا۔

بندہ کو علمی رنگ میں بھی آپ سے دو دفعہ خصوصیت کے ساتھ استفادہ حاصل کرنے کا موقعہ پیش آیا۔ دو مضمونوں کی تیاری کے لئے میں نے آپ سے امداد چاہی۔ آپ نے نہ صرف بغیر سوچنے کے ان مضمونوں کے لئے مجھے ضروری مصالح بہم پہنچا دیا۔ (گویا ان مضمونوں کے متعلق تمام معلومات پہلے ہی سے ان کے دماغ میں موجود تھیں) بلکہ جو مصالح انہوں نے بہم پہنچایا۔ وہ صرف عام باتوں پر مشتمل نہیں تھا۔ بلکہ نہایت ہی قیمتی اور نادر نکات پر مشتمل تھا۔ مثال کے طور پر میں صرف ان کا ایک نکتہ بیان کرتا ہوں۔ جس سے ناظرین کو معلوم ہو جائے گا۔ کہ ان کا دماغ کیسی عجیب اور باریک باتیں نکالتا تھا۔ ایک مرتبہ آپ نے فرمایا۔ کہ دوسرے لوگوں نے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تعریف میں قصیدے لکھے۔ اور جو قصیدے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کی تعریف میں لکھے ہیں۔ ان میں یہ فرق ہے۔ کہ آپؑ کے تمام شعروں میں عشق اور محبت کا رنگ نظر آتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ جو محبت تھی۔ اس کے ضمن میں فرمایا کہ آپ نے جو بعض مخالفوں کے متعلق عذاب اور ہلاکت کی پیشگوئیاں فرمائیں۔ ان کا موجب بھی یہی عشق تھا۔ جو آپؑ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ تھا۔ چنانچہ لیکھرام کے متعلق جو آپ نے پیشگوئی فرمائی۔ اس کی محرک بھی وہ گالیاں تھیں جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو دیا کرتا تھا۔ اور آتھم کے متعلق جو آپ نے ہلاکت کی پیشگوئی فرمائی۔ اس کا اصل موجب بھی وہی عشق تھا۔ جو آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ساتھ تھا۔ کیونکہ جہاں آپ نے آتھم کے متعلق پیشگوئی فرمائی وہاں آپ نے آتھم کو مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کو اپنی کتاب اندرونہ بائیبل میں دجال لکھا ہے۔

حضرت میر صاحب مرحوم کو یہ بھی شرف حاصل ہے کہ آپ کے متعلق خدا تعالیٰ کا کلام حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر نازل ہوا۔ جب ۴ر اپریل ۱۹۰۵ء کا زلزلہ آیا۔ تو ان دنوں میں حضرت میر صاحب مرحوم لاہور میں میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ زلزلہ کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حضرت میر صاحب مرحوم کے متعلق فکر لاحق ہوا۔ اس وقت آپ پر وحی نازل ہوئی۔ کہ "محمد اسماعیل السلامت سرحی"۔ اس الہام میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو صرف یہی تسلی نہ دی گئی۔ کہ محمد اسماعیل محفوظ ہے۔ بلکہ یہ بھی ساتھ ہی بشارت دی گئی۔ کہ وہ زندہ رہے گا۔ اور اس امتحان میں کامیابی حاصل کریگا۔ جس کے لئے وہ تیاری کر رہا ہے۔ میں نے حضرت میر صاحب مرحوم کی سیرت کے صرف ایک دو پہلوؤں کا مختصر ذکر کیا ہے۔ اگر آپ کی ساری صفات پر یکجائی نظر ڈالی جائے۔ تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ حضرت میر صاحب مرحوم اپنے رنگ میں ایک بے نظیر انسان تھے۔ اے خدا احسن طرح حضر

حضرت میر محمد اسماعیل صاحب رضی اللہ عنہ

سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ کی نظر میں

حضور نے ۱۱ر جولائی ۱۹۴۷ء کو خطبہ جمعہ میں فرمایا:-

"ان کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبت بلکہ عشق خاص طور پر پایا جاتا ہے۔ اس محبت کی وجہ سے روحانیت کا ایک خاص رنگ ان میں پیدا ہو گیا ہے۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں۔ ایسی ٹھوکر سے جو دوسروں کو لگ جاتی ہے۔ یا لگ سکتی ہے۔ خدا نے ان کو محفوظ کیا ہوا ہے۔" (الفضل ۲۲ر جولائی ۱۹۴۷ء)

— ۲ —

جناب مولوی ابوالعطاء صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ تحریر فرماتے ہیں

حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ خاص اولیاء اللہ میں سے تھے۔ ان کا انتقال ایک بہت بھاری نقصان ہے جو جماعت کو ہوا ہے۔ ہم لوگ ان کے وصال کے بعد بہت سے روحانی فوائد سے محروم ہو گئے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔

حضرت میر صاحب ماہر ڈاکٹر بھی تھے۔ اس لئے بے شمار لوگوں کو ان سے جسمانی صحت کا فائدہ بھی ہوا۔ اور آپ ہمیشہ بیماروں سے شفقت اور ہمدردی سے پیش آتے تھے۔ جب تک نوکری کام کرتے رہے آپ نے کسی مصیبت زدہ کی امداد سے دریغ نہ فرمایا۔ آپ کی روحانیت ہم نشینوں پر اثر انداز ہوتی تھی۔ اور ان کی مجلس میں بیٹھنے سے خاص لذت حاصل ہوتی تھی حضرت میر صاحب مرحوم کا مکان الصفہ مبارک پر واقع ہے۔ اور مجھے جامعہ احمدیہ میں جاتے وقت راستے میں پڑتا ہے۔ جب کبھی ملنے کا موقعہ ملتا اور اکثر ملتا۔ تو آپ ہمیشہ کسی تبلیغی اور دینی فکر اور تربیتی سوچ میں منہمک ہوتے تھے۔ قرآن مجید کی کسی آیت پر غور کر رہے ہوتے تھے۔ اور کوئی مفید مشورہ اور اور سلسلہ کی کسی ضرورت کا تذکرہ فرماتے تھے۔ آخری چند سالوں میں آپ ہر گھڑی اپنے مولا سے ملنے کے لئے آمادہ اور تیار بیٹھے تھے۔ سفر آخرت کے لئے پورے طور پر تیاری کر چکے تھے۔ دنیا سے مومنانہ طور پر دل برداشتہ نظر آتے تھے۔

حضرت میر صاحب کی بہت سی باتیں اور بہت سے کام ہیں جو ہمیشہ یاد رہیں گے۔ اور ان کے درجات کی بلندی کا موجب بنیں گے۔ میں آج ایک واقعہ پیش کرتا ہوں۔ غالباً تین سال گذرے کہ بورڈنگ تحریک جدید میں ایک تقریب دعوت تھی۔ احباب نے خواہش ظاہر کی کہ حضرت میر صاحب اس کے صدر ہوں۔ حضرت میر صاحب کو طبعی طور پر امتیاز اور علو پسندی سے نفرت تھی۔ انہوں نے بہت انکار کیا۔ مگر آخر مجبور ہو گئے۔ تو اس شرط سے کرسئ صدارت پر بیٹھے کہ میں کوئی تقریر نہیں کروں گا۔ جب دعوت ختم ہو گئی۔ ایڈریس وغیرہ دیئے جا چکے۔ تو احباب نے اصرار کیا کہ حضرت میر صاحب بطور صدر کچھ فرمائیں۔ بعد مجبوری حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب رضی اللہ عنہ نے تقریر کی۔ تقریر کیا تھی۔ سادہ الفاظ مگر دل میں پیوست ہو جانے والے۔ چھوٹے چھوٹے فقرے۔ مگر ان میں محبت الٰہی و عشق ربانی کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ یہ درست نہیں ہے کہ دنیا میں اتفاقی واقعات ہوتے ہیں۔ دنیا میں ہر چھوٹا بڑا کام ہمارے زندہ خدا کے ارادہ سے ہوتا ہے۔ اور ہر واقعہ میں اس کی تقدیر کام کرتی ہے۔ اس لئے اتفاق کہہ کر خدائی قدرتوں سے روگردانی نہیں کرنی چاہیئے۔ اور اس دنیا کے وسیع کارخانہ کو اور اس کے کاموں کو ہر انسان اپنے لئے سمجھے تو اسے اللہ تعالیٰ کے فضل کا خاص احساس ہوتا ہے۔ یہ تقریر ایسے انداز میں اور ایسے واقعات پر مشتمل تھی۔ کہ سامعین پر ایک وجدانی کیفیت طاری تھی۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب ہمیشہ اسی طریق پر لذت اندوز ہوتے تھے۔ کہ وہ ہر فضل کو اپنے لئے سمجھتے تھے۔ ایک دفعہ شدت گرمی کے بعد بارش ہوئی۔ میں حضرت میر صاحب سے ملا تو فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ نے کہا کہ لوگ تو پہاڑوں پر چلے گئے ہیں۔ مگر اسمٰعیل گرمی میں ہے۔ اس لئے اس نے میری خاطر بارش نازل فرمائی ہے۔ پھر اسی کیفیت میں اور بہت سی روحانی باتیں ارشاد فرمائیں۔

حضرت میر صاحب عشق الٰہی کا چلتا پھرتا مجسمہ تھے سلسلہ کی عزت و عظمت کا قیام ان کا مطمح نظر تھا۔ وہ ہر وقت دینی مطالعہ میں مستغرق رہتے تھے۔ خدا کی قدرتوں پر فکر کرتے رہتے تھے۔ انہیں ظاہری اور خشک باتوں سے دلچسپی نہ تھی۔ بہت بڑے نکتہ رس عالم دین تھے۔ ان کا وصال ان کے لئے تو مسرت اور خوشی ہے۔ مگر جو لوگ اس سے ان کے روحانی و جسمانی فوائد سے محروم ہو گئے ہیں۔ ان کے لئے رنج اور تکلیف کا موجب ہے۔ اللہ تعالیٰ فضل سے اپنے عاشق صادق کے درجات غیر معمولی طور ... اور ان کے اہل و عیال پر ... فرمائے۔ آمین ثم آمین ؛

درس قرآن کریم

نظارت تعلیم و تربیت کے انتظام کے ماتحت ہمیشہ رمضان المبارک میں قرآن کریم کا درس ہوتا ہے۔ امسال بھی یہ انتظام کیا گیا ہے۔ مولوی ابوالعطاء ... مولوی جلال الدین صاحب شمس اور قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری دس دس پارے درس فرمائیں گے۔ احباب کرام اس موقعہ سے روحانی اور علمی استفادہ ...

ناظر تعلیم و تربیت قادیان

قرآن کریم کے ترجمہ کی کلاس شروع ہوگئی

خداتعالیٰ کے فضل سے ۲۰ جولائی ۱۹۴۷ء سے تعلیم القرآن کلاس شروع ... بیرونی جماعتوں کی طرف سے پورے مہینہ کے لئے تا حال ۵۱ نمائندگان تشریف لائے ہیں۔ اور ابھی مزید اطلاعات آرہی ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ وہ جلد از جلد قادیان ... لاکر روحانی مائدہ سے فائدہ اٹھائیں۔ ترجمۃ القرآن کی دو کلاسیں جاری کی گئی ہیں معلومات کے لیکچرز اس کے علاوہ ہوں گے۔

سیکرٹری تعلیم القرآن کمیٹی

نتیجہ مقابلہ انعام سلطان القلم

شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ہر تین ماہ کے بعد مختلف مضامین ... تحریری مقابلے کرواتی ہے۔ گذشتہ سہ ماہی کے مقابلے کے لئے موجودہ ... کا حل حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیم کی روشنی میں" مقرر کیا گیا تھا۔ اس کا ... ذیل ہے۔ نوٹ:۔ اگلے مقابلہ کے لئے "احمدی اور غیر احمدی میں امتیاز" ... مقرر کیا گیا ہے۔ مضامین کے آنے کی آخری تاریخ ۳۰ ستمبر ہے۔ مضمون ۲ فلسکیپ صفحات تک ہونا چاہیئے۔ (۱) سید سجاد احمد صاحب دارالفضل ... ۹۵/۱۰۰ اوّل (۲) محمد ادریس صاحب تلمیذ متعلم تعلیم الاسلام کالج ۹۰ دوئم (۳) شیخ ... صاحب دھاریوال شہر ۷۰ (۴) جمعدار ملک خادم حسین صاحب لیفٹیننٹ درجھاوٹی ۵۵ ... چوہدری بشیر احمد صاحب زاہد متعلم جامعہ احمدیہ قادیان ۵۰ (۶) سید حمید الدین ... صاحب جمشید پور ۴۰ ؛

امتحان کتاب "ہمارا خدا" قسط سوم

کتاب "ہمارا خدا" قسط سوم ص ۱۸۳ تا آخر کا امتحان ۱/۲۷ ۱۲ کو ہوگا۔ لہٰذا تمام قائدین کرام کی خدمت میں گذارش ہے کہ وہ زیادہ سے زیادہ خدام کو اس میں شریک کر... بار بار اس کا اعلان فرماتے رہیں۔ اور شامل ہونے والوں کے اسماء سے دفتر کو جلد مطلع فرمائیں۔

مہتمم تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ

تحریک جدید کی کراچی ایجنسی

ہماری کراچی کی ایجنسی کا پتہ تبدیل ہو گیا ہے۔ اور آئندہ مندرجہ ذیل پتہ پر خط و کتابت ... یونیورسل ٹریڈنگ اینڈ مینوفیکچرنگ کمپنی ہیرجی ترکم جی بلڈنگ بھوری گارڈن کراچی ۲
...niversal Trading & M.F.G. Co., Hirji Trikamji
...ilding Karachi-2.

ایک نہایت نفع مند کام

...مینوفیکچرنگ کمپنی میں ایک عرصہ سے بجلی کے ٹارچ، پنکھے اور دوسری مشینیں تیار ہوتی رہی ہیں۔ اب چونکہ ہمارا ارادہ تھا کہ اس کام کو اور بڑھایا جائے۔ اس ... مدنظر بہت بڑے پیمانے پر شہر قادیان کے باہر پانچ گھماؤں زمین میں نئی فیکٹری بنوائی ہے۔ جو کہ خدا کے فضل سے اب قریباً قریباً مکمل ہو ... انشاء اللہ ہمارا کارخانہ چند ماہ کے اندر اندر وہاں چلا جائے گا۔ اور کام وسیع پیمانے پر شروع ہو جائے گا۔ اس کام کو سرانجام دینے کے ... ن اور دوسرے ممالک سے نئی مشینیں بہت سی آگئی ہیں۔ اور مزید آرہی ہیں۔ مگر چونکہ موجودہ زمانہ میں ہر کام کو بڑے پیمانہ پر چلانے کے لئے ... سرمایہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور جب تک کمپنی کے پاس اس قدر سرمایہ نہ ہو جتنا کہ ضروری ہے۔ اس سے پورا فائدہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ... بات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا ارادہ ہے۔ کہ اس کمپنی کو دس لاکھ روپے کے سرمایہ کے ساتھ پبلک لمیٹڈ کروا لیا جائے۔ کل حصہ جات ... اور ہر حصہ کی قیمت دس روپے ہوگی۔ سردست ہر دس روپے کے حصہ میں سے صرف پانچ روپے لئے جائیں گے۔ یعنی اگر کوئی شخص ایک سو حصے ... پانصد روپے ادا کرنے ہوں گے۔ مگر منافع اسے پورے ایک سو حصہ جات کا ہی ملے گا۔ ابھی یہ سکیم مکمل ہو رہی ہے۔ اور کاغذات بننے ... کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ چونکہ یہ کام خدا کے فضل سے بہت ہی نفع مند ہے۔ اور اس کمپنی کے حصہ جات خریدنے کے بہت سے ... ہیں۔ اس لئے پیشتر اس کے کہ سب کاغذات قانونی طور پر مکمل ہو جائیں۔ اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ جو لوگ حصہ جات خریدنا چاہتے ہوں۔ وہ ... اور حصوں کی تعداد سے مطلع کریں۔ یہ بہت ضروری ہے۔ کہ دوست اس میں سستی نہ کریں۔ کیونکہ جن لوگوں کی درخواستیں پہلے ... ترجیح دی جائے گی۔ دوستوں کی آسانی کیلئے ... لئے ہوئے ہیں۔ جو ریسٹو مینوفیکچرنگ ... دفتر سے منگوائے جا سکتے ہیں

(صاحبزادہ) مرزا شریف احمد

حبِّ زدجامِ عشق

تذکرہ صفحہ ۱۲۹ بحوالہ تریاق القلوب لکھا ہے۔

ایک دفعہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سخت کمزوری لاحق ہوگئی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپکو الہاماً بعض دوائیں بتائی گئیں۔ اور آپ نے کشفی طور پر دیکھا کہ ایک فرشتہ وہ دوائیں آپ کے مونہہ میں ڈال رہا ہے۔ چنانچہ آپ نے وہ دوا تیار کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس میں اس قدر برکت ڈالی۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

"میں نے دلی یقین سے معلوم کیا کہ وہ نہر صحت طاقت جو ایک پورے تندرست انسان کو دنیا میں مل سکتی ہے۔ وہ مجھے دی گئی"

یہ دوائی جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صحابہ کی روائت سے ثابت ہے۔

حبوب زدجامِ عشق

تھیں جو غیبی اشارہ کے ماتحت آپ نے استعمال فرمائیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ ملک فیروز خان نون کے دادا کا ذکر بیاض نورالدین حصہ اول صفحہ ۱۶ میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"ہمارے ایک اسی برس کے دوست فتح خان رئیس (ملک فیروز خان نون کے دادا ناقل) بہت ملا کرتے تھے۔ میں نے انکو اصرار سے کہا کہ آپ شادی کرلیں۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں تو کبھی تحریک بھی نہیں ہوتی ...... میں نے کہا کہ آپ یقین کریں کہ آپ کامیاب ہونگے۔ اور میں نے ایک مرکب بنایا۔ قدرت الٰہی انکے گھر حمل ہوا اور لڑکی تولد ہوئی۔ اور قریباً وہی دوائی پھر دی۔ تو اس سے پھر حمل ہوا اور لڑکا پیدا ہوا۔ جو اب اللہ کے فضل سے محمد حیات نام اکسٹرا اسسٹنٹ ہے۔ اور مجھے ہمیشہ اپنا چچا ہی لکھا کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسکی حیاتی میں بہت برکت دے۔ کیونکہ میرے نہایت پیارے دوست کی یادگار ہے۔ ہمارے نواح کے گاؤں میں ہماری طب کا غیر معمولی چرچا پھیل گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضؓ نے اس بوڑھے رئیس کو جو مرکب استعمال کرایا تھا۔ اس میں وہی اجزا پڑتے ہیں۔ جو زدجام عشق میں ہیں۔

زدجام عشق مردانہ طاقت کے لئے بے نظیر دوا ہے۔ چند گولیوں سے ہی انسان اپنے اندر غیر معمولی تغیر اور طاقت محسوس کرنے لگتا ہے اگر فائدہ نہ ہو تو خالی شیشی واپس بھیجئے۔ آپکی رقم آپکو واپس بھیجدی جائیگی۔ یہ گارنٹی آپکے روپے کی حفاظت کرتی ہے۔ قیمت زدجام عشق ۶۰ گولی جو ایک ماہ کے لئے کافی ہے چودہ روپیہ معہ محصولڈاک۔ دواخانہ نورالدین میں یہ گولیاں حضرت خلیفۃ المسیح اول رضؓ کے قلمی بیاض کے نسخہ کے مطابق تیار ہوتی ہیں

ملنے کا پتہ:۔ دواخانہ نورالدین قادیان

انڈونیشیاء پر ڈچ گورنمنٹ نے فوج کشی شروع کر دی

"حالات ناقابل برداشت ہو گئے ہیں" (ڈچ گورنر جنرل)

بٹیویا ۲۰ جولائی۔ ایک عرصہ سے ڈچ گورنمنٹ اور حکومت انڈونیشیا کے درمیان جو کشیدگی پائی جاتی تھی آج اس نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی۔ چنانچہ ڈچ فوجوں نے تمام اہم مورچوں پر انڈونیشیا کے خلاف فوجی کارروائی شروع کر دی ہے۔

جمہوریہ انڈونیشیا نے ڈچ حکومت کے سامنے آخری تجویز پیش کی تھی کہ باہمی اختلافات کو ایک کانفرنس کے ذریعے دور کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر بحالات موجودہ کانفرنس کرنے کی کوئی صورت نہ نکل سکے تو پھر کسی غیر جانبدار جج کے ذریعہ فیصلہ کرا لیا جائے۔ ڈچ گورنمنٹ نے اس تجویز کو نامنظور کر دیا۔

چنانچہ ڈچ گورنر جنرل نے اپنے خط میں لکھا ہے کہ حالات اب برداشت سے باہر ہو گئے ہیں۔ اس لئے میری حکومت نے فوراً فوجی کارروائی شروع کرنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ کل آدھی رات کو ڈچ فوجوں نے مختلف مقامات سے حملے کا آغاز کر دیا۔ خیال کیا جاتا ہے کہ سب سے پہلے انڈونیشیا کے دارالحکومت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ ڈچ پولیس نے کئی اہم مقامات پر چھاپہ مار کر متعدد سرکردہ اشخاص کو زیر حراست لے لیا۔

اس سلسلے میں ہالینڈ کے وزیر اعظم نے ایک نشری تقریر میں کہا۔ میری حکومت انڈونیشیا میں اب دو ٹوک کارروائی کرنے والی ہے۔ انڈونیشیا کے گورنر جنرل کو مکمل اختیارات دے دئیے گئے ہیں۔

معلوم ہوا ہے کہ انڈونیشیا نے حکومت ہند سے اپیل کی ہے کہ وہ اس سلسلے میں جمعیت اقوام متحدہ کو مداخلت کرنے کے لئے کہے۔ کیونکہ ڈچ گورنمنٹ کی موجودہ کارروائی سے ایشیا کا امن خطرہ میں پڑ گیا ہے۔

پنڈت نہرو نے ایک پیغام میں انڈونیشیا کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا۔

حکومت برطانیہ نے ایک بیان میں کہا ہے کہ برطانوی حکومت ڈچ گورنمنٹ اور انڈونیشیا کا قضیہ طے کرنے کی ایک بار پھر کوشش کرے گی۔ حکومت کو افسوس ہے کہ اب تک فریقین میں پرامن سمجھوتہ نہیں ہو سکا۔

گاندھی جی کی زبان سے ۳ جون کی سکیم کو من وعن مان لینے کی نصیحت

نئی دہلی ۲۱ جولائی۔ گاندھی جی نے اپنی پراتھنا کی تقریر میں کہا مجھے سچی خوشی اس دن ہو گی جب ہندو مسلم اتحاد ہو جائے گا۔ میں نے یہ افسوس کے ساتھ سنا ہے کہ پنجاب مسلم لیگ نے یہ دھمکی دی ہے کہ اگر حد بندی کے کمیشن نے اس کی مرضی کے خلاف فیصلہ دیا تو وہ جبراً اپنی بات منوانے کی کوشش کرے گی اسی قسم کی دھمکی بعض سکھوں نے بھی دی ہے مجھے یہ دھمکیاں پسند نہیں۔ جب برطانیہ کے ۳ جون کے اعلان کو تسلیم کر لیا گیا ہے۔ تو پھر اس سلسلے میں سکیم کی تمام جزئیات کو بھی بلا چون وچرا مان لینا چاہئے۔

برما اور برطانوی حکومت

لنڈن ۲۱ جولائی۔ رائٹر نے اطلاع دی ہے کہ لنڈن کے سرکاری حلقوں کا خیال ہے کہ برما کو آزادی دینے کے لئے حکومت جو ارادہ ظاہر کر چکی ہے جنرل اونگ سان اور ان کے رفقاء کے قتل سے اس میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو گی برطانیہ برما کی دستور ساز اسمبلی کے مرتب کردہ دستور کو تسلیم کر لے گا۔

وائسرائے ہند لاہور میں

لاہور ۲۰ جولائی۔ آج صبح وائسرائے اور لیڈی ماؤنٹ بیٹن بذریعہ طیارہ لاہور پہنچے اور عصر کے وقت دہلی واپس چلے گئے۔ لاہور میں وائسرائے نے گورنر اور فوجی مائندوں سے مذاکرہ کیا صوبے کی تقسیم سے پیدا ہونے والے سوالات کے بارے میں تقسیم کمیٹی سے غیر رسمی طور پر بات چیت کی۔ یہ وہ معاملات ہیں جو حال ہی میں مرکزی تقسیم کمیٹی کے سامنے پیش کئے جا چکے ہیں۔ مذاکرہ آزادانہ اور دوستانہ تھا۔ اور وائسرائے کی طرف سے مرکزی تقسیم کونسل کو اس گفتگو کی اطلاع دی جائے گی۔

کانگرس ورکنگ کمیٹی کی قراردادیں

۱۵ اگست کو یوم آزادی منانے کا فیصلہ

نئی دہلی ۲۰ جولائی۔ کانگرس ورکنگ کمیٹی نے ایک قرارداد میں اس بات پر خوشی کا اظہار کیا ہے کہ کئی نسلوں کی متواتر قربانیوں کے بعد ملک آزاد ہو رہا ہے۔ قرارداد میں کہا گیا کہ ملک کی آزادی سے ہمیں پوری خوشی نہیں ہے۔ کیونکہ ملک تقسیم شدہ حالت میں آزاد ہو رہا ہے۔ لیکن ہمیں امید ہے کہ بہت جلد موجودہ عارضی جوش ختم ہو جائے گا۔ اور ملک پھر ایک ہو جائے گا۔ قرارداد کے دوسرے حصے میں کہا گیا ہے کہ ۱۵ اگست کو اس طرح کہ مناسب طریق سے یوم آزادی منایا جائے۔ اس دن ہندوستان کی تمام سرکاری اور غیر سرکاری عمارتوں پر قومی جھنڈے لہرائے جائیں اور جلسے کئے جائیں۔ جن میں عوام کو بتایا جائے کہ ملک ایک نئے دور میں داخل ہو رہا ہے۔ ہمیں قربانی ڈسپلن اور بہادری کی صفات پیدا کرنی چاہئیں۔

ایک قرارداد کے ذریعے برما کے لیڈر جنرل اونگ سان اور ان کے رفقاء کے بے دردانہ قتل پر افسوس کا اظہار کیا گیا ہے۔ اور ان کے پسماندگان اہل برما اور حکومت برما سے ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔ اور کہا گیا ہے کہ تشدد کے ذریعے کبھی کسی کو فائدہ نہیں ہوا۔

پٹیالہ کے سکھوں کا مطالبہ

پٹیالہ ۲۱ جولائی۔ مہاراجہ صاحب پٹیالہ نے ریاست کے لوگوں سے رائے طلب کی تھی کہ ریاست میں کس قسم کی حکومت قائم کی جائے۔ ریاست کی اکالی پارٹی نے اس سلسلے میں کہا کہ ریاست میں جداگانہ انتخابات رائج کئے جائیں۔ ہر بالغ کو ووٹ دینے کا حق دیا جائے۔ اور اسمبلی میں نیز ملازمتوں میں تین چوتھائی حصہ سکھوں کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔

بھول جاؤ کی پالیسی اختیار کرو

نئی دہلی ۲۱ جولائی۔ سنٹرل اسمبلی کے صدر نے ایک تقریر میں کہا۔ ہمارے لئے خوشی کا اصل مقام یہ نہیں کہ انگریز جا رہا ہے بلکہ یہ ہونا چاہئے کہ انگریز کا اثر یہاں سے زائل ہو جائے۔ اور غرباء کی حالت سدھر جائے۔ آپ نے کہا اقلیتوں کے سلسلے میں بدلہ لینے اور مقابلہ کرنے کا سلسلہ ایک ایسا چکر ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا لازماً "بھول جاؤ اور فراموش کر دو" کی پالیسی کو اختیار کرنا پڑے گا۔

برما گورنمنٹ کی نئی ایگزیکٹو کونسل

رنگون ۲۱ جولائی گورنر برما نے نئی ایگزیکٹو کونسل قائم کر لی ہے۔ چنانچہ کل اس کے سات ممبروں نے حلف اٹھائے۔

جنرل اونگ سان اور ان کے رفقاء کے قتل کے سلسلے میں سینکڑوں اشخاص کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ لیکن ابھی تک اصل مجرمین لاپتہ ہیں۔ اس سلسلے میں برما کے ایک سابق وزیر کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ اس کے قبضہ سے بہت سی بندوقیں اور دیگر ہتھیار برآمد ہوئے ہیں۔

نسلی امتیاز اور ہندو

احمد آباد ۲۰ جولائی۔ پولیس نے پانچ ہندو ہوٹلوں کے مالکوں کو گرفتار کر لیا۔ ان کے خلاف الزام یہ ہے کہ انہوں نے اپنے ہوٹلوں میں اچھوتوں کو داخل کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ بعد میں ان لوگوں کو ضمانت پر رہا کر دیا گیا۔ قدامت پسند ہندوؤں کی طرف سے ان کی گرفتاری کے خلاف احتجاج کیا گیا۔